قیادت، نیز علم الٰہیات میں اس کے مطابق رد و بدل ہو رہا ہے۔ غریب ملکوں کے مسائل مغربی دنیا سے بالکل مختلف ہیں، اور اسی تناظر میں تیسری دنیا کے چرچ اور چرچ رہنما نقشہ کار ترتیب دینا چاہتے ہیں۔ گزشتہ سال "ورلڈ ایونجلیکل فیڈریشن" کے اجلاس (مئی ۱۹۹۷ء) میں ۱۱۵ ممالک کی ۱۱۰ تبشیری تنظیموں کے نمائندوں نے اس مسئلے پر بھی غور وفکر کیا تھا۔ واضح رہے کہ "ورلڈایونجلیکل فیڈریشن" کے قائد کا تعلق فلپائن سے ہے اور تنظیم کے مرکزی دفاتر سنگاپور میں واقع ہیں۔

"کیسٹن انسٹی ٹیوٹ" - ماضی اور حال

"لائبریرینز کرسچن فیلو شپ" Librarians' Christian Fellowship (برطانیہ) کے ایک وفد نے اکتوبر ۱۹۹۷ء میں "کیسٹن انسٹی ٹیوٹ - آکسفرڈ" کا دورہ کیا جس کی رپورٹ فیلو شپ کے سیکرٹری جناب گراہم ہیز نے لکھی ہے۔ ذیل میں اس کے ایک حصے کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔ مدیر)

جناب مائیکل بورڈیکس نے سوویت یونین میں اپنے ابتدائی تجربات کے نتیجے میں ایک ادارہ "مرکز برائے مطالعہ مذہب و کمیونزم" (Centre for the Study of Religion and Communism) کی بنیاد رکھی تھی۔ یہ ادارہ آج کل "کیسٹن انسٹی ٹیوٹ" کہلاتا ہے۔ جناب مائیکل بورڈیکس طلبہ کے اس پہلے گروپ سے تعلق رکھتے ہیں جسے برٹش کونسل کی جانب سے ۱۹۵۹ء میں سوویت یونین میں حصول تعلیم کے لیے بھیجا گیا تھا۔ اس دور میں سوویت رہنما طلبہ کے تبادلے میں بڑی دلچسپی رکھتے تھے، اس طرح انہیں طلبہ کے پردے میں اپنے جاسوس برطانیہ بھیجنے کا موقع ملتا تھا۔ جب بورڈیکس سوویت یونین گئے تو یہ وہ دور تھا جب خروشیف کے زیر اقتدار مذہب دوستوں کو تنگ کرنے کا ایک نیا سلسلہ شروع ہوا تھا اور ایک جریدہ Science and Religion (مذہب و سائنس) اس مہم میں پیش پیش تھا۔ جناب بورڈیکس نے مذہب کی بنیاد پر لوگوں کو تکلیفیں برداشت کرتے دیکھا، ملک کے مختلف حصوں میں مسیحیوں سے ملاقاتیں کیں، ان کی ایذا رسیدگی کی شہادتیں جمع کیں اور پھر یہ ثبوت سوویت یونین سے باہر لانے میں کامیاب ہوئے۔ اس وقت سوویت یونین میں مذہبی زندگی کے بارے میں مغرب میں کوئی کتاب دستیاب نہ تھی۔ جناب مائیکل بورڈیکس نے اپنے تجربات کی بنیاد پر "عوام کی افیون" (Opium

of the People) کے نام سے ایک کتاب لکھی جو ۱۹۶۴ء میں معروف برطانوی ناشر "فیر اینڈ فیبر" نے شائع کی۔ اس کے بعد دوسرے ادارے اور افراد انہیں معلومات بھیجنے لگے اور انہوں نے ۱۹۶۰ء کی دہائی کے آخر میں دستاویزات یک جا کرنے کے لیے ایک مرکز قائم کردیا' جس نے "کیسٹن کالج" کی شکل اختیار کی اور اب یہی مرکز "کیسٹن انسٹی ٹیوٹ" ہے۔

جوں جوں کام بڑھتا گیا' کیسٹن کالج کو سوویت یونین اور مشرقی یورپ کے کمیونسٹ ممالک میں مذہب کے حوالے سے ایک بڑے مرکز کی شہرت حاصل ہونے لگی' اگرچہ سوویت حکام نے اس پر سے لوگوں کا اعتماد ختم کرنے کی بہت کوشش کی اور کہا کہ کیسٹن کالج کو سی - آئی - اے سے مالی مدد ملتی ہے۔ ماسکو میں کے - جی - بی کے جمع کردہ ذخیرہ دستاویزات کے ممکنہ استثناء کے ساتھ کالج نے مشرقی یورپ کی مذہبی زندگی پر سب سے بڑا ذخیرہ دستاویزات فراہم کر لیا تھا۔ ۱۹۷۰ء کی دہائی کے آخر میں اور ۱۹۸۰ء کی دہائی کے آغاز میں کم و بیش بیس افراد پر مشتمل کالج شاف آہنی پردے کے پیچھے چھپے ہوئے ممالک کے بارے میں اطلاعات جمع کرنے اور انہیں عام کرنے میں مصروف تھا۔ اس سلسلے میں متعدد مطبوعات شائع کی گئیں۔

مشرقی یورپ کے ممالک میں کمیونزم کے زوال سے ۱۹۹۰ء کی دہائی کے ابتدائی برسوں میں کیسٹن کالج کو بحران اور تبدیلی سے گزرنا پڑا۔ مالی تعاون اس لیے کم ہو گیا کہ بہت سے لوگ سمجھنے لگے تھے کہ اب اس ادارے کا کردار ختم ہوگیا ہے اور مستقبل میں کام کے حسب سابق جاری رہنے کے بارے میں متعدد شکوک و شبہات تھے۔

۱۵ اگست ۱۹۹۷ء کے "گارجین" میں ٹم فورڈ کے ایک مضمون میں معاملات اس طرح پیش کیے گئے ہیں:

> ۱۹۹۰ء میں سوویت یونین کے زوال نے ہر ایک کے لیے صورت حال بدل دی ہے۔ اسی زمرے میں کیسٹن انسٹی ٹیوٹ کے کینن ڈاکٹر مائیکل بورڈیکس آتے ہیں۔ ایک وقت تھا جب وہ مذہبی ایذا رسانی کے خلاف جدوجہد میں صف اول میں تھے اور پھر وہ نازک تاریخ سے بھری ہوئی فائلوں کی ۳۷ الماریوں کے نگران تھے۔ وہ کبھی سچائی کے اسلحہ خانے کے محافظ تھے'اور اب وہی اسلحہ خانہ جھوٹ کا کتب خانہ سمجھا جارہا ہے۔ انہوں نے سوویت یونین میں غیر قانونی طور پر شائع شدہ لٹریچر محفوظ کیا ہے جس سے کمیونزم کے سائے تلے زندگی کی نوعیت کے بارے میں شہادت ملتی ہے۔ روس میں مذہبی ایذا رسانی یک دم تاریخ کا حصہ بن گئی' مگر

بورڈیکس کو اسلحہ اور زخم اب بھی محفوظ رکھنا ہیں۔

مذکورہ بالا صورت حال کے باوجود وقت نے ثابت کیا ہے کہ کیسٹن انسٹی ٹیوٹ کے کارکنوں کے لیے اب بھی کام موجود ہے کہ وہ سابق کمیونسٹ ملکوں میں مذہبی گروہوں کے تجربات پر تحقیق جاری رکھیں اور اطلاعات بہم پہنچاتے رہیں۔ کیسٹن انسٹی ٹیوٹ کے نام سے ادارہ اب نسبتاً چھوٹا ہوگیا ہے اور اسے کیسٹن (کینٹ) سے اکسفرڈ منتقل کر دیا گیا ہے۔

حالیہ تبدیلیوں سے واضح ہوگیا ہے کہ انسٹی ٹیوٹ کی طرف سے کام بند نہ کرنے میں حکمت موجود ہے۔ مائیکل بورڈیکس کی رائے میں روسی حکام دوبارہ ماضی کے متعدد جابرانہ انداز اپناتے جارہے ہیں اور ملک روز بروز سوویت یونین کی مانند بنتا جارہا ہے۔ حال ہی میں روسی پارلیمنٹ نے قانون سازی کی ہے جس کے مطابق "غیر ملکی" فرقوں اور مذہبی گروہوں (یعنی جو روسی آرتھوڈوکس چرچ کے دائرے سے باہر ہیں) کی سرگرمیوں پر پابندیاں عائد کی جائیں گی۔ اس بات کی شہادت بھی ملی ہے کہ آرتھوڈوکس چرچ کے ارکان اگر سرکاری پالیسی کی تائید نہ کریں تو انہیں انفرادی طور پر مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

کیسٹن انسٹی ٹیوٹ نے جو نئے کام شروع کیے ہیں' ان میں سے ایک ماسکو میں اپنا دفتر کھولنا ہے' نیز ایک پروگرام شروع کیا ہے جس کے تحت مشرقی یورپ کے طلبہ کو مختصر تعلیمی دورانیے کے لیے برطانیہ آنے کے لیے مالی امداد فراہم کی جائے گی۔

آکسفرڈ سے واپسی کے کچھ دن بعد انسٹی ٹیوٹ کی ایک سابق کارکن جین ایلز کی ۱۹۹۶ء میں شائع شدہ کتاب "روسی آرتھوڈوکس چرچ" کے ابتدائی صفحات دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ "اعتراف تشکر" کے ان صفحات میں "کتابوں اور دستاویزوں کی تلاش میں میلکم واکر کے ان تھک اور بھر پور تعاون" پر انہیں خراج تحسین پیش کیا گیا ہے۔

میلکم واکر نے ہمیں انسٹی ٹیوٹ میں محفوظ دستاویزی نوعیت کی متعدد اشیاء دکھائیں۔ ان میں سی - ایس - لیوس کی کتاب The Abolition of Man (انسان کا خاتمہ) کا خفیہ طور پر چھپا ہوا روسی ایڈیشن بھی تھا۔ انہوں نے ایک مسیحی منحرف کے مقدمے کا بیان بھی دکھایا جو بستر کی ایک چادر پر لکھا ہوا تھا' اور یہ چادر سوویت یونین سے سمگل کی گئی تھی۔ ۱۹۷۲ء میں اسی بیان پر مبنی کتاب Aida of Leningrad (لینن گراڈ کی آئیڈا) شائع ہوئی تھی۔ (لائبریری-لنز کرسچن فیلوشپ نیوز لیٹر' شمارہ بہار ۱۹۹۷ء)